سحر (جادو) کا تاریخی و تحقیقی مطالعہ

حافظ عثمان غنی[1]

Abstract:

From prehistoric times, man has been introduced to sorcery (magic), so in every age there have been different styles and forms of sorcery, as well as man has always been not only curious about its reality and effects, but at times inflated. He has also been a victim of disunity. So, on the one hand, there are many people (including some scholars) who are in complete denial of the reality and effects of magic, and on the other hand, there are many people who are convinced of the reality of magic and its effects. In front of which even the intuitive basic concepts like *tawakkul alallah* and *Iman bil Qadr* become soulless. In this particular study, the path of truth and moderation has been presented between these two extremities, because the Qur'an, Hadith and historical facts have proved that magic and its effects exist, although these effects never the real ones, are sometimes merely visual. Hopefully, in the light of this research, it will help to avoid the misconceptions about sorcery and the teachings contained in the Qur'an and Hadith to avoid its harms by realizing its reality. Will be adopted.

Keywords: *sorcery, magic, history, tawakkul, Iman bil Qadr*

سحر کی لغوی و اصطلاحی تحقیق:

"سحر" عربی زبان میں "سَحَرَ یَسْحُرُ" باب نصر کا مصدر ہے اس کے بہت سارے معانی ہیں۔ کچھ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

١۔صرف الشيء عن حقيقته إلى غيره، فكأن الساحر لما أرى الباطل في صورة الحق وخَيّل الشيءَ على غير حقيقته، قد سَحَر الشيءَ عن وجهه، أي: صَرَفَه. وإنما سمّت العرب السِّحْر سِحْرًا لأنه يزيل الصحة إلى المرض، وإنما يقال: سَحَره، أي: أزاله عن البغض إلى الحب[2]

"کسی شے کو اپنی حقیقت سے پھیر دینا گویا کہ جادوگر جھوٹ کو حق کی صورت میں دکھاتا ہے، اور شئ کے بارے میں خلافِ حقیقت خیال دلاتا ہے، کبھی کبھی وہ چیز کو اپنی اصلی حالت سے پھیر دیتا اور عرب بھی "سحر" کو "سحر" اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صحت کو بیماری میں بدل دیتا ہے اور کہا جاتا ہے "سحرہ" یعنی بغض کو محبت میں بدل دیا۔"

---

[1]: پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

[2]: ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی (م 711ھ)، لسان العرب، باب فصل السین، صفحہ 348:4، دار صادر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ 1414ھ

٢۔اللطف والدقة، فكل ما لَطُف أي: خفي مأخذُه ودقّ سمي سحرًا، والجمع: أسحار وسُحور[3]

"لطیف اور باریک، چنانچہ ہر لطیف چیز(جس کا مأخذ پوشیدہ اور باریک ہو)اسے سحر کہتے ہیں، اور اس کی جمع اسحار اور سحور ہے۔"

٣۔العِضَه، والعِضَهُ عند العرب: شدة البَهْت وتمويه الكذب، وقال ابن مسعود رضي الله عنه: كنا نسمّي السحر في الجاهلية: العِضَه. وقال الشاعر:أعوذ بربّي من النافثا تِ في عِضَهِ العاضِهِ المُعْضِه[4]

سحر کا لغوی معنی جان لینے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اصطلاحی طور پر سحر کی کیا تعریف کی گئی ہے، تو اس بارے ابن قدامہ مقدسیؒ نے لکھا ہے:

وَهُوَ عُقَدٌ وَرُقًى وَكَلَامٌ يَتَكَلَّمُ بِهِ، أَوْ يَكْتُبُهُ، أَوْ يَعْمَلُ شَيْئًا فِي بَدَنِ الْمَسْحُورِ أَوْ قَلْبِهِ، أَوْ عَقْلِهِ، مِنْ غَيْرِ مُبَاشَرَةٍ لَهُ[5]

"سحر کچھ گرہیں، منتر اور کلام ہے جنہیں ساحر پڑھتا یا لکھتا ہے یا کوئی ایسا عمل ہے جسے وہ مسحور کو چھوئے بغیر اس کے بدن یا دل یا عقل پر کرتا ہے۔"

صاحبِ ارشاد المقاصد کہتے ہیں:

هو علم يستفاد منه حصول ملكة نفسانية يقتدر بها على أفعال غريبة بأسباب خفية وعرفه أبن العربي بقوله: هو كلام مؤلف يعظم فيه غير الله عز وجل وتنسب إليه الكائنات والمقادير[6]

"یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے بندے کو ایسا ذاتی ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسبابِ خفیہ کی بدولت عجیب وغریب افعال کرنے پر قادر ہو جاتا ہے"۔ اور ابن عربي نے سحر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:"سحر وہ

---

[3]:الزبیدی محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي (م1205ھ) تاج العروس من جواهر القاموس، مادة سحر، صفحہ 514:11، دار الهداية، بدون سن الطباعة

[4]: قرطبی، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (م 671) الجامع لاحكام القرآن، صفحہ 44:2، دار الكتب المصريہ، قاھرہ، طبعہ ثانیہ 1384ھ، 1964م

[5]:ابن قدامہ، موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامة المقدسی الحنبلی (260ھ) المغنی، کتاب المرتد، فصل السحر، 299:12، دار عالم الکتاب الریاض، الطبعہ الثالثہ 1417ھ، 1997م

[6]:ابن العربي، القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المعافري الاشبيلي المالكي (م543ھ) احکام القرآن، مسئلة القول فی السحر وحقیقتہ، الصفحة: 48:1، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثالثة 1424ھ 2003م

کلامِ مرکب ہے جس میں غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور کائنات اور مقادیر کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے"۔

ابن خلدون لکھتے ہیں:

"سحر و طلسمات ایسے علوم ہیں جن کے ذریعے انسان اپنے اندر یہ صلاحیتیں پیدا کرلیتا ہے کہ وہ عالم عناصر میں اپنے اثرات ڈال سکے۔ خواہ براہِ راست ڈالے یا غیبی طاقتوں کی مدد سے، براہِ راست اثر سحر اور غیبی طاقتوں کی مدد سے اثر طلسم ہے"۔[7]

شاہ عبد العزیز دہلویؒ لکھتے ہیں:

"اسباب خفیہ کے ذریعے افعالِ عجیبہ، خلافِ عادت پر قدرت پانااللہ تعالی کے اسماء یا اس سے دعا کے وسیلہ کے بغیر اور بغیر اللہ تعالی کی طرف نسبت کئے، سحر کہلاتا ہے"۔[8]

سحر کی تاریخ:

قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ کرنا کہ انسان سحر سے کب متعارف ہوا یہ انتہائی مشکل امر ہے، بس اس حوالے سے اتنی بات کہی جاسکتی ہے کہ ما قبل تاریخ (تاریخ مدون ہونے سے قبل) سے ہی انسان سحر سے متعارف تھا، چنانچہ اس باب میں سب سے قطعی بات وہی ہے جو اللہ تعالی نے فرمائی؛

كَذَلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ[9]

"اسی طرح ان سے پہلے جو لوگ تھے ان کے پاس بھی کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کے بارے میں انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔"

چنانچہ نص قرآنی کا عموم اس بات پے دلالت کرتا ہے کہ تمام امتوں نے اپنے اپنے رسولوں کو ساحر و مجنون کہا اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اولین رسول حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والتسلیم ہیں تو ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے ہی انسانیت سحر سے متعارف تھی۔

---

[7]:ابن خلدون، عبد الرحمن (م808ھ) مقدمہ (مترجم اردو)، فصل ۲۲، سحر و طلسمات، صفحہ:332:2، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، طبع یازدہم، دسمبر 2001ء

[8]:دہلوی، شاہ عبد العزیز (م1239ھ، 1823ء)، بستان التفاسیر، المعروف تفسیر عزیزی مترجم اردو، صفحہ 216، مطبع علیمی پریس دہلی، طبعہ 1932ء

[9]:الذاریات:52

اہل بابل کا سحر:

مدوّنہ انسانی تاریخ میں سب سے پہلے اہل بابل کے سحر کا ذکر ملتا ہے، یہی بابل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ[10]

"نیز (یہ بنی اسرائیل) اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شہر بابل میں ہاروت اور ماروت نامی دو فرشتوں پر نازل کی گئی تھی۔ یہ دو فرشتے کسی کو اس وقت تک کوئی تعلیم نہیں دیتے تھے جب تک اس سے یہ نہ کہہ دیں کہ: "ہم محض آزمائش کیلئے (بھیجے گئے) ہیں، لہذا تم (جادو کے پیچھے لگ کر) کفر اختیار نہ کرنا"۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کر دیں۔ (ویسے یہ واضح رہے کہ) وہ اس کے ذریعے کسی کو اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے"۔

بابل عراق کا قدیم شہر اور علوم وفنون اور قدیم تہذیبوں کا مرکز رہا ہے، حموی کے مطابق سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے بعد اسے آباد کیا تھا، مزید تفصیل کیلئے معجم البلدان کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔[11]

ابن خلدون لکھتے ہیں:

"بابل میں سریانی اور کلدانی قوموں میں جادو کا رواج بہت تھا، جیسا کہ قرآن پاک سے ثبوت ملتا ہے اور احادیث رسول ﷺ سے بھی۔ حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں بابل و مصر میں جادو کا بڑا زور تھا"۔[12]

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں بابل شہر میں ہاروت وماروت نامی دو فرشتے تعلیم سحر کے سلسلے میں بھیجے گئے تھے تو مناسب معلوم ہوتا ہے اس واقعہ کی کچھ تفصیل بھی یہاں ذکر کر دی جائے لیکون ذالک تنبیہا علی مواضع الخلل۔

بابل اور قضیۂ ہاروت وماروت:

---

[10]: البقرۃ:102

[11]: حموی، ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی (مھ)، معجم البلدان، باب الباء والالف وما یلیھا، صفحہ:309:1، دار صادر، بیروت، طبع 1397ھ 1977ء

[12]: ابن خلدون، مقدمہ (مترجم اردو)، فصل ۲۲، سحر وطلسمات، صفحہ:334:2

قصہ ٔہاروت وماروت میں حسبِ ذیل امور تفصیل طلب ہیں؛

الف: ہاروت وماروت فرشتے تھے یا جنات؟

ب: اگر فرشتے تھے تو ان کے نزول کی غرض کیا تھی اوران کے زمانہ کی تعیین؟اور کیا ہاروت اپنی مفوضہ ذمہ داریاں پوری کر کے واپس چلے گئے یا ابھی تک زمین پر ہی موجود ہیں؟

الف: ہاروت وماروت فرشتے تھے یا جنات؟

امام قرطبیؒ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ ہاروت وماروت فرشتے نہیں بلکہ جنات وشیاطین تھے کما قال؛

قوله تعالى: " وما أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ" " مَا" نَفْيٌ، وَالْوَاوُ لِلْعَطْفِ عَلَى قَوْلِهِ: " وما كَفَرَ سُلَيْمانُ" وَذَلِكَ أَنَّ الْيَهُودَ قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ بِالسِّحْرِ، فَنَفَى اللَّهُ ذَلِكَ. وَفِي الْكَلَامِ تَقْدِيمٌ وَتَأْخِيرٌ، التَّقْدِيرُ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ، وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ، وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ، فَهَارُوتُ وَمَارُوتُ بَدَلٌ مِنَ الشَّيَاطِينِ فِي قَوْلِهِ: " وَلكِنَّ الشَّياطِينَ كَفَرُوا". هَذَا أَوْلَى مَا حُمِلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ مِنَ التَّأْوِيلِ، وَأَصَحُّ مَا قِيلَ فِيهَا وَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى سِوَاهُ[13]

قرطبیؒ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ " **وما أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ**" میں "ما" نافیہ اور "و" عاطفہ ہے،اس کا عطف "**وما كَفَرَ سُلَيْمانُ**" پر ہے، کیونکہ یہودی کہتے تھے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالی نے جبرئیل ومکائیل کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام پر سحر نازل کیا تھا۔ اللہ تعالی نے اس بات کی نفی فرمائی ہے، اورآیت مبارکہ میں تقدیم وتاخیر ہے چنانچہ تقدیرِ کلام اس طرح ہے:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ، وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ، وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ، فَهَارُوتُ۔۔۔

یعنی سلیمان علیہ السلام نے (سحر کے ذریعے) کفر اختیار کیا اورنہ اللہ تعالی نے فرشتوں (جبرئیل ومکائیل) پر کوئی سحر نازل کیا بلکہ بابل میں شیاطین یعنی ہاروت وماروت نے کفر اختیار کر کے لوگوں کو سحر کی تعلیم دی۔ اس طرح ہاروت وماروت شیاطین سے بدل ہے۔ ابن کثیرؒ کے طرزِ کلام سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک قرطبیؒ کا قول ہی راجح ہے۔[14]

---

[13]: قرطبی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (م 671) الجامع لاحكام القرآن، صفحہ 50:2

[14]: ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (م 774ھ)، تفسیر القرآن العظیم، صفحہ: 350:1، دارالطیبہ للنشر والتوزیع، طبع 1420ھ، 1999ء

جبکہ جمہور مفسرین کا قول یہی ہے کہ ہاروت وماروت بابل میں اللہ تعالی کے نازل ومقرر کردہ فرشتے تھے۔[15]

ب: نزولِ ہاروت وماروت کی غرض اور ان کا زمانہ:

کہا یہ جاتا ہے کہ ہاروت وماروت کا نزول حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا۔[16] پھر قصہٴ ہاروت وماروت کے بارے میں مفسرین میں دو قول زیادہ مشہور ہیں؛

ا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں انسانوں میں جب بداعمالیاں بڑھ گئیں اور تواتر سے آسمانوں پر انسانوں کے اعمالِ بد کی تفصیلات پہنچنے لگیں تو فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ کیا یہ وہی انسان ہے جسے آپ نے زمین پر خلیفہ بنایا اور ہم پر ترجیح دی ہے، حالانکہ یہ اسقدر برے اعمال میں پڑا ہوا ہے؟ اس پر بارگاہِ الٰہی سے جواب ملا کہ اگر میں تمہیں زمین پر بساتا اور تمہارے اندر بھی انسانوں والی غضب وشہوت کی صفات رکھ دیتا تو تم بھی یہی کرتے جو یہ کر رہے ہیں۔ اس پر فرشتوں نے عرض کی:

سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لنا أن نعصيك

تو حکمِ الٰہی ہوا کہ اپنے میں سے دو فرشتوں کو منتخب کرو۔ چنانچہ ہاروت وماروت کو منتخب کیا گیا، اللہ تعالی نے ان میں انسانی صفات رکھ کر انہیں زمین پر بھیج دیا اور انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان مبنی بر عدل فیصلے کریں اور انہیں شرک، قتلِ ناحق، شربِ خمر اور زنا سے روکیں۔ ان فرشتوں نے بابل میں آکر اپنی مفوّضہ ذمہ داریاں شروع کر دیں لیکن کچھ عرصہ بعد وہ بھی انہی فطری انسانی کمزوریوں کی بناء پر گناہ میں مبتلاء ہوگئے۔ جب انہیں اس بات کا ادراک ہوا تو انتہائی نادم ہو کر پیغمبرِ وقت حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ بارگاہِ الٰہی ہمارے لئے معافی طلب کیجئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ تعالی نے انہیں اختیار دے دیا کہ عذابِ دنیا یا عذابِ آخرت میں سے ایک کو اختیار کر لیں، چنانچہ ہاروت وماروت نے اپنے لئے عذابِ دنیا کو اختیار کر لیا۔ اب ہاروت وماروت بابل کے کنویں میں عذاب کے طور اوندھے منہ لٹک رہے ہیں اور قیامت تک ان کا یہ عذاب جاری رہے گا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ باذنِ الٰہی اپنے تک رسائی پانے والے جنات وانس

---

[15]: ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، صفحہ: 352:1

بغوی، محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی (م510ھ) معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، صفحہ: 148:1، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع 1420ھ

رازی، ابوعبداللہ محمد بن عمر الملقب بفخر الدین الرازی (م606ھ)، مفاتیح الغیب، صفحہ: 630:3، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع 1420

[16]: رازی، مفاتیح الغیب، صفحہ: 632:3

میں سے اگر کوئی ان سے تعلیم سحر کا اصرار کرتا ہے وہ اس کو یہ علم بھی بتلاتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ کہ "یہ تو ہمارے ذریعے تمہاری آزمائش ہے لہذا اس سحر کو اختیار کرکے کفر کا ارتکاب نہ کیجئے"۔[17]

لیکن جمہور مفسرین نے مذکورہ بالا واقعہ کی تردید کی ہے[18]۔ چنانچہ قرطبیؒ لکھتے[19]:

قُلْنَا: هَذَا كُلُّهُ ضَعِيفٌ وَبَعِيدٌ عَنِ ابن عمر وغيره، لا يصح منه شي، فَإِنَّهُ قَوْلٌ تَدْفَعُهُ الْأُصُولُ فِي الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ هُمْ أُمَنَاءُ اللَّهِ عَلَى وَحْيِهِ، وَسُفَرَاؤُهُ إِلَى رُسُلِهِ" لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ"[20]." بَلْ عِبادٌ مُكْرَمُونَ. لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ[21]." يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهارَ لَا يَفْتُرُونَ[22]"

بخلاف جمہور مفسرین، شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے اسی مذکورہ بالا واقعہ کو ترجیح دی ہے، آپؒ لکھتے ہیں:

"اگر روایتوں کو کہ اس کے اندر وارد ہوئی ہیں تتبع کیا جائے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کی یہی اصل ہے، اس واسطے کہ اس حال کے بیان میں اخبار اور آثار مرفوع اور موقوف اسقدر آئے ہیں کہ قدرِ مشترک ان سے حدِ تواتر کو پہنچا، گو خصوصیات واقعہ کے اندر اختلاف ہو اور انکار کرنا قدرِ متواتر کا خوب نہیں اور اگرچہ آحادِ طرق اس قصہ کی اکثر غیر معتبر اور واہی ہیں لیکن تواتر ضعفا اور واہیات کا بھی موجب ترجیح صدق کا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہ وجوہ مخالفت اس قصہ کی ساتھ قواعدِ دین کے ذکر کی ہیں، باعتبار ظاہر

---

[17]: بغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، صفحہ:149:1

رازی، مفاتیح الغیب، صفحہ:631:3

دہلوی، شاہ عبد العزیز، بستان التفاسیر، المعروف تفسیر عزیزی مترجم اردو، صفحہ 219

[18]: قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، صفحہ:52:2

رازی، مفاتیح الغیب، صفحہ:631:3

آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسي (م1270ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن وسبع المثانی، صفحہ:339:1، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع 1415ھ

[19]: قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، صفحہ:52:2

[20]: التحریم:6

[21]: الانبیاء:26,27

[22]: الانبیاء:20

کے مسلم ہیں لیکن جب غور اور تعمق کیا جائے رجوع کرنا ان مخالفات کا طرف قواعدِ مقررہ دین کے ممکن ہے۔"[23]

۲: عند الجمہور ہاروت وماروت کے بابل میں نزول کی حسبِ ذیل وجوہ تھیں:

۱۔ اس زمانہ میں سحر بہت زیادہ پھیل گیا تھا، جادوگروں نے اس میں نئی نئی جہتیں نکال کر بہت ترقی کرلی تھی، حتی کہ دعویٰ نبوت تک پہنچ گئے تھے اور لوگوں کو اپنے سحر کے بل بوتے پر چیلنج کرتے اور گمراہ کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہاروت وماروت کو بھیجا کہ وہ عام لوگوں کو جادو کے اسرار سکھلائیں تاکہ وہ اس کے ذریعے ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا مقابلہ کرسکیں۔

۲۔ لوگوں پر سحر اور معجزات کا معاملہ خلط ملط ہوگیا تھا، لہذا سحر اور معجزات میں تمیز کیلئے ضروری تھا کہ انہیں دونوں کی حقیقت سے مکمل آگاہی ہو۔ اس مقصد کیلئے ہاروت وماروت کو بھیجا گیا۔

۳۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان شرائع میں تفریق بین اعداء اللہ اور تالیف بین اولیاء اللہ کیلئے سحر مباح اور مندوب ہو۔ اس لئے فرشتے تعلیمِ سحر کیلئے تشریف لائے۔

۴۔ جب سحر کفر ہونے کی بناء پر ممنوع ہے تو ضروری ہے کہ اس کی پوری حقیقت سے انسان واقف ہو۔

۵۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جنات سحر کی ایسی ایسی اقسام پہ قادر ہوں جن تک انسانوں کی دسترس نہ ہو، لہذا انسانوں کی راہنمائی کیلئے فرشتے بھیجے گئے تاکہ وہ جنات کا مقابلہ کرسکیں۔

۶۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قومِ طالوت کو نہر کے ذریعے آزمایا کہ انہیں پیاس میں مبتلاء کرکے نہر کے پاس لے آئے اور فرمایا فَمَن شَرِبَ مِنۡهُ فَلَيۡسَ مِنِّي وَمَن لَّمۡ يَطۡعَمۡهُ فَإِنَّهُۥ مِنِّيٓ[24] (جو شخص اس دریا سے پانی پیئے گا وہ میرا آدمی نہیں ہوگا، اور جو اسے نہیں چکھے گا وہ مرا آدمی ہوگا) کیونکہ کسی چیز پہ قدرت پاکر بامرِ الٰہی اس سے رکنا بڑا امتحان ہے۔[25]

۷۔ علمِ سحر بھی علومِ الٰہیہ میں سے ہے، اور نوعِ انسانی میں اس علم کی بقاء بھی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، لیکن اس علم کی تعلیم انبیاءِ کرام کے شایانِ شان نہیں تھی، تو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے ہاروت وماروت کو بھیجا۔[26]

---

[23]: دہلوی، شاہ عبدالعزیز، بستان التفاسیر، المعروف تفسیر عزیزی مترجم اردو، صفحہ: 221

[24]: بقرہ: 249

[25]: رازی، مفاتیح الغیب، صفحہ: 3:631

[26]: دہلوی، شاہ عبدالعزیز، بستان التفاسیر، المعروف تفسیر عزیزی مترجم اردو، صفحہ: 221

ان امور کو سامنے رکھتے ہوئے غالب یہی ہے کہ ہاروت وماروت نے بابل میں ایک مقررہ وقت تک اپنی مفوضہ ذمہ داریاں پوری کیں اور پھر بامر الٰہی واپس چلے گئے۔

چنانچہ دنیا کے رائج جادوؤں میں سے اہلِ بابل کا جادو سب پر فوقیت رکھتا ہے، کیونکہ انہوں نے اسے ہاروت وماروت سے سیکھا تھا اور اس میں تعمق وتدبر کرتے کرتے بہت ترقی کرگئے حتی کہ نمرود کے زمانے میں اہلِ بابل کا سحر اپنے عروج پر تھا، جادوگروں نے بابل شہر میں چھ قسم کے طلسم قائم کئے ہوئے تھے۔ پھر ان ساری کفریہ باتوں کے بطلان کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔[27]

اہل مصر کا سحر:

اہل بابل کے بعد اہل مصر کا سحر بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے، محققین کے نزدیک اہرامِ مصر میں جو عبارات پائی جاتی ہیں جو کہ دنیا میں پائی جانے والی قدیم ترین عبارات ہیں ان میں سحر کے بڑے واضح آثار ملتے ہیں، اسی طرح قدیم مقبروں میں بھی اسی طرح کے آثار پائے جاتے ہیں، اس طرح دنیا میں مصر کے سحر کی ایک امتیازی حیثیت تھی، باقی خطوں کے لوگ سحر میں اہل مصر کی ہی اقتداء کی کوشش کرتے تھے۔[28]

قرآنی تصریحات سے یہ بات واضح ہے کہ اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب مصر میں بعثت ہوئی تو اس وقت بھی وہاں ہر طرف سحر کا ہی چرچا تھا، فرعون اور اس کے حواری بھی اپنی کج فہمی سے ابتداءً یہی سمجھے تھے کہ موسیٰ (علیہ السلام) بھی عام ساحروں کی طرح ایک ساحر ہے، قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ[29] "فرعون کی قوم کے سردار (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ: یہ تو یقینی طور پر بڑا ماہر جادوگر ہے:

قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَامُوسَى فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ[30]

"کہنے لگا: موسیٰ کیا تم اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو کے ذریعے ہمیں اپنی زمین سے نکال باہر کرو؟ اچھا تو ہم بھی تمہارے سامنے ایسا ہی جادو لا کر رہیں گے۔"

---

[27]: دہلوی، شاہ عبد العزیز، بستان التفاسیر، المعروف تفسیر عزیزی مترجم اردو، صفحہ: 216

[28]: الاشقر، الدکتور عمر سلیمان، عالم السحر والشعوذۃ، صفحہ: 23، دار النفائس، اردن، طبع رابع 1422ھ، 2002ء

[29]: الاعراف: 109

[30]: طہٰ: 57,58

المختصر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کیلئے اپنی سلطنت کے بڑے بڑے ساحروں کو جمع کیا لیکن جب انہوں نے اپنے جادو کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھا تو بیک زباں کہا کہ یہ جادو نہیں ہیں بلکہ پیغمبر برحق کا معجزہ ہے، چنانچہ وہ سب جادوگر بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہوگئے اور ایمان لے آئے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ[31]

"اوراس واقعے نے سارے جادوگروں کو بے ساختہ سجدے میں گرادیا۔ وہ پکار اٹھے کہ: ہم اُس رب العالمین پر ایمان لے آئے، جو موسیٰ اور ہارون کارَبّ ہے۔"

اس کی تفصیلات قرآن پاک کی مختلف سورتوں میں مختلف پیرایامیں مذکور ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصر میں اس وقت کاروبارِ سحر اپنے عروج پر تھا اور بادشاہِ وقت کی طرف سے بھی جادوگروں کی خوب پذیرائی ہوتی تھی۔

"تاریخ سحر" ایک تفصیل طلب عنوان ہے یہاں اس کے کچھ پہلو مختصراً ذکر کئے گئے ہیں، اور انہی پہ اکتفاء کیا جاتا ہے ورنہ اس پر بہت تفصیل سے بحث کی جاسکتی ہے، جیسے اہل ہند کا سحر، اہل یونان کا سحر، یہود کا سحر، اہل یورپ کا سحر اور معاصر زمانے میں سحر وغیرہ۔ جن کی تفصیل کیلئے مقدمہ لابن خلدون، فنون السحر لاحمد الشنتناوی، السحر لمحمد محمد جعفر اور عالم السحر والشعوذہ لدکتور عمر سلیمان الاشقر کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

سحر حقیقت یا وہم؟

ابن قدامہ مقدسی حنبلیؒ لکھتے:

وَلَهُ حَقِيقَةٌ، فَمِنْهُ مَا يَقْتُلُ، وَمَا يُمْرِضُ، وَيَأْخُذُ الرَّجُلَ عَنْ امْرَأَتِهِ فَيَمْنَعُهُ وَطْأَهَا، وَمِنْهُ مَا يُفَرِّقُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ، وَمَا يُبَغِّضُ أَحَدَهُمَا إلَى الْآخَرِ، أَوْ يُحَبِّبُ بَيْنَ اثْنَيْنِ. وَهَذَا قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. وَذَهَبَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ إلَى أَنَّهُ لَا حَقِيقَةَ لَهُ، إنَّمَا هُوَ تَخْيِيلٌ؛ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: {يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى} [طه: 66] .[32]

نوویؒ شافعی لکھتے ہیں:

---

[31]:الاعراف:120,121,122

[32]:ابن قدامہ، المغنی، کتاب المرتد، فصل السحر، 299:12

وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ الِاسْتِرَابَادِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا: لَا حَقِيقَةَ لِلسِّحْرِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْيِيلٌ؛ وَالصَّحِيحُ أَنَّ لَهُ حَقِيقَةً كَمَا قَدَّمْنَاهُ، وَبِهِ قَطَعَ الْجُمْهُورُ، وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ الصَّحِيحَةُ الْمَشْهُورَةُ.[33]

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں:

قُلْتُ: وَعِنْدَنَا أَنَّهُ حَقٌّ وَلَهُ حَقِيقَةٌ يَخْلُقُ اللَّهُ عِنْدَهُ مَا شَاءَ،[34]

مذکورہ عبارات کا خلاصہ یہی ہے کہ جمہور علماء امت حقیقتِ سحر کے قائل ہیں، سوائے چند حضرات کے جیسے شوافع میں ابو جعفر استر ابادی، احناف میں ابو بکر رازی، اور ابن حزم ظاہری اور معتزلہ اسی طرح معتزلہ بھی حقیقتِ سحر کے منکر ہیں[35]۔

اس بارے میں ابن خلدون کا تجزیہ بھی قابل ذکر ہے جو کہ حسبِ ذیل ہے؛

"جادوگروں کے نفسوں کے تین مراتب ہیں جن کی شرح آرہی ہے۔ بعض نفوس اپنی ہمت سے بغیر کسی آلے یا معاون کی مدد سے اثرات ڈال دیتے ہیں۔ فلاسفہ اسی اثر کو جادو کہتے ہیں۔ بعض معاون کے ذریعے اثر انداز ہوتے ہیں مثلا افلاک، عناصر یا خواصِ عدد سے مدد لیتے ہیں۔ اس اثر کو طلسم کہتے ہیں۔ جادو کی یہ قسم جادو کی پہلی قسم سے رتبہ میں کمزور ہے۔ جادو کی تیسری قسم خیالی قویٰ پر اثر ڈال دینا ہے۔ ایسا جادوگر خیالی قویٰ میں ہر طرح کا تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے اور اپنے ارادے کے مطابق ہر شکل وصورت دوسروں کے خیالات میں ڈال دیتا ہے پھر اپنی روحانی اثر انداز قوت کے ذریعے وہ شکل وصورت محسوسات میں اتار لاتا ہے اور وہ چیز دوسروں کو دکھائی دینے لگتی ہے۔ ایسا معلوم ہونے لگتا ہے جیسے یہ خارج میں موجود ہے حالانکہ خارج میں موجود نہیں ہوتی.................جادو کے پہلے دو مرتبوں کی خارج میں ایک حقیقت ہوتی اور تیسرے رتبہ کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی اس لئے علماء میں اس میں اختلاف ہے کہ آیا جادو کی کوئی حقیقت ہے یا محض تخیل ہی تخیل ہے۔ جو جادو کی حقیقت کے قائل ہیں ان کی نگاہ جادو کی پہلی قسم کی طرف آگئی اور انکار کرنے والوں نے تیسرا مرتبہ دیکھا۔ لہذا جادو کے بارے

[33]: نووی، ابوزکریا یحی بن شرف الدین نووی (م676ھ) روضۃ الطالبین، صفحہ:198:7، کتاب الدیات، باب فی موجب الدیۃ وحکم السحر، دار عالم الکتب مملکۃ العربیہ سعودیہ، طبع 1423ھ 2003ء

[34]: قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، صفحہ:44:2

[35]: قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، صفحہ:44:2

جصاص، احمد بن علی ابو بکر رازی (م370ھ) احکام القرآن، صفحہ:59:1، دار احیاء التراب العربی، بیروت، طبع 1405ھ

میں نفس الامر میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ اشتباہِ مراتب کی راہ سے اختلاف آیا ہے خوب یاد رکھئے ارباب دانش کو جادو کے وجود میں ذرا سا بھی شک نہیں کیونکہ وہ تاثیر یقیناً پائی جاتی ہے"۔[36]

جادو کے اثرانداز ہونے کی تفصیل:

جب یہ بات پایہ حقیقت کو پہنچ گئی کہ جادو کے اثرات کی خارج میں ایک حقیقت ہے تو ضروری ہے کہ ہم اہل علم کی آراء کی روشنی میں اس بات کو سمجھیں کہ جادو کے اثرات کیسے مرتب ہوتے ہیں، چنانچہ اس بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جادو کے اثرات ظاہر ہونے کی دو صورتیں ہیں؛

ا۔ جنوں میں سے بعض شیاطین انسانوں کو کافر اور گمراہ کرنے کیلئے ان کے سامنے ایسے منتر پڑھتے تھے جن میں صریح شرکیہ الفاظ ہوتے اور ان میں ان کے بڑے شیاطین اور بتوں کی تعظیم ہوتی تھی، پھر ان منتروں کو پڑھنے کے سبب بڑی بڑی چیزیں اور عجیب وغریب کام ظاہر ہوتے تھے، حقیقت اس کی یہ ہوتی کہ چونکہ جنوں اور انسانوں کی فطرت اور پیدائش میں بڑا فرق ہے اور جنات کی جبلت میں ہی شر غالب ہے، اس لئے وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے بعض متذکرہ صفات کے منتروں کو سن عجیب وغریب چیزیں ظاہر کرتے، کسی کی گردن توڑتے، کسی کا پاؤں باندھ دیتے، کسی کے شکم کے اندر داخل ہو کر اسے درد میں مبتلاء کر دیتے اور اسی طرح بعض اوقات کسی انسان میں کوئی اور ناپسندیدہ صفات پیدا کر دیتے، پھر خود ہی انسانوں کو اسی طرح کا کوئی اور منتر بتا دیتے کہ وہ اس مشکل سے خلاصی کیلئے اسے پڑھیں۔ چنانچہ جس پر وہ منتر پڑھا جاتا جنات اسے چھوڑ دیتے اور اس آدمی کو آرام آجاتا۔ مقصد اس کا یہی ہوتا کہ انسانوں کا عقیدہ خراب ہو، وہ ان منتروں کی تاثیر کے معتقد ہو کر ان میں مذکور شیاطین اور بتوں کی تعظیم کریں اور شرک میں مبتلاء ہو جائیں۔

۲۔ بعض بیماریوں کی ارواح بھی شرارت وخباثت میں جنوں ہی کے حکم میں ہیں، لہذا طبعاً وہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ ہماری عبادت اور تعظیم کی جائے اور یہ چاہتی ہیں کہ انسان ان کی طرف رجوع کریں، چنانچہ جنوں کے شیاطین نے بعض ایسے منتر جن میں ان ارواح کی تعظیم ہو ان کے ساتھ کچھ شرائط وقیود لگا کر (تاکہ انسان پوری طرح شرک میں مبتلاء ہو جائیں)انسانوں کو تعلیم کر دیں۔ پھر جب انسان ان منتروں کو پڑھتے تو انہیں ان بیماریوں سے راحت مل جاتی۔[37]

---

[36]:ابن خلدون، مقدمہ (مترجم اردو)، فصل ۲۲، سحر وطلسمات، صفحہ:2:333

[37]:دہلوی، شاہ عبدالعزیز، بستان التفاسیر، المعروف تفسیر عزیزی مترجم اردو، صفحہ:216

نتائج تحقیق:

☆ سحر ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انسان قدیم زمانوں سے ہی متعارف چلا آرہا ہے۔

☆ بعض لوگ اپنی کم علمی کی بنیاد پر سحر کو مافوق الفطرت یا مافوق الاسباب قسم کی چیز سمجھتے رہے ہیں، اسی لئے وہ پیغمبرانہ اوصاف و معجزات کو بھی ابتداءً سحر ہی سمجھتے تھے۔

☆ سچائی یہ ہے کہ سحر کوئی مافوق الفطرت یا مافوق الاسباب قسم کا فن نہیں ہے بلکہ اس کے اثرات بھی سبب اور مسبب کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں، اگرچہ اس کے اسباب خفیہ اور پوشیدہ ہوتے ہیں، لیکن یہ اسباب اور فطرت سے بالاتر نہیں۔

☆ سحر کے اثرات حقیقی بھی ہوسکتے ہیں اور محض بصری بھی۔

☆ چونکہ سحر میں اختیار کئے جانے والے اسباب شرکیہ اور غیر مشروع ہوتے ہیں لہذا سحر کو اختیار کرنا حرام کے زمرے میں آتا ہے۔

☆ احادیث نبوی میں بتائی جانے والی سُوَر و آیات اور ادعیہ کی پابندی اور حرام اعمال واقوال سے اجتناب ہی سحر سے حفاظت کے اصل ذرائع ہیں۔